



ٹی بیگ کی چوری

عمیر شاہ

معروف چورنک ویلوٹ کی نٹ کھٹ چوری۔ اس بار اسے ایک استعمال شدہ ٹی بیگ چرانے کا مشن سونپا گیا ہے۔ ذرا دیکھیے اس بظاہر بے ضرر معاملے کے پیچھے کتنی گڑبڑ ہے!

غیر اہم چیزیں چرانے والے چہیتے چور کی ایک اور واردات

اس مرتبہ گلوریا نک کے لیے کام لائی تھی۔ ان دنوں وہ فلوریڈا کے ساحل پر تفریح کر رہے تھے۔

”جس عورت نے یہ کام دیا ہے، وہ میری پرانی دوست ہے۔“ گلوریا نے کہا۔ ”اسے معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ رہتی ہوں۔ اس نے کسی خصوصی رعایت کا مطالبہ نہیں کیا وہ تمہاری مقررہ فیس ادا کرنے پر تیار ہے۔“

نک جو اس وقت ریت پر لیٹا ہوا تھا، اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”ذرا تفصیل سے ساری بات بتاؤ۔“

”عورت کا نام پیٹریشیا فارگو ہے۔ ہم ایک ساتھ ہائی

”لو، وہ آگئے۔“ گلو ریا داخلی دروازے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

نک نے پہلی بار جمع کا صیغہ سنا تھا۔ اس نے محسوس کر دیکھا، دروازے میں ایک جوڑا داخل ہو رہا تھا۔ مرد بلا اور دراز قد تھا۔ اس کی مونچھیں گھنی اور بھوری تھیں اور پیشانی کی حدود بڑھنی شروع ہو چکی تھیں۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی، وہ غیر معمولی حسین تھی۔ اگر وہ گلو ریا کے ساتھ پڑھتی رہی تھی تو اس کی عمر پچاس پچپن سال سے کچھ زیادہ ہی ہونی چاہیے تھی لیکن وہ چالیس سال سے زیادہ کی نہیں لگتی تھی۔ وہ پہلے گلو ریا کی طرف دیکھ کر مسکرائی پھر نک کی طرف اپنا خوبصورت ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔ ”مجھے یقین ہے کہ تم تک ویلوٹ ہو۔ میں تمہارے بارے میں بہت کچھ سن چکی ہوں۔“

”مجھے امید ہے کہ زیادہ تر خراب باتیں ہی سنی ہوں گی۔“

نک ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔
”ابھی تک تو اچھی باتیں ہی سنی ہیں۔“ پیٹریشیا نے کہا پھر وہ اپنے ساتھی کا تعارف کراتی ہوئی بولی۔ ”یہ سیمور بیٹلے ہے..... میرا بہت اچھا دوست۔ اور یہ نک ویلوٹ اور گلو ریا۔“

سیمور نے باری باری دونوں سے ہاتھ ملایا۔
”سیمور اس کلب کا ممبر ہے۔“ پیٹریشیا نے مزید کہا۔
”خاصا مہنگا کلب ہے۔ میں نے بھی اس کی ممبر بننے کی خواہش نہیں کی۔“

”کرنا بھی نہیں۔“ سیمور نے کہا۔ ”یہاں صرف مردوں کو ممبر شپ دی جاتی ہے۔“

باتیں کرتے ہوئے وہ ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ ان کی میز کھڑکی کے قریب تھی، وہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جاسکتا تھا۔

”کیا تمہیں کشتی رانی کا شوق ہے؟“ سیمور نے نک سے پوچھا۔

”زیادہ نہیں..... موسم گرما میں کبھی کبھی بادبانی کشتی کی سیر کر لیتے ہیں۔“

”گزشتہ ماہ ہم نیو پالٹ میں کشتی رانی کرنے گئے تھے۔“ گلو ریا نے اضافہ کیا۔ اس کی بات سن کر نک کے ذہن میں ٹرنک کی چوری کا واقعہ تازہ ہو گیا۔

”میں نے وہ جگہ دیکھی ہوئی ہے۔“ سیمور نے کہا۔
”لیکن جو مزہ سمندر میں کشتی چلانے سے آتا ہے وہ اور کبھی

اسکول میں پڑھتے ہوئے نہیں۔ گو ہماری ملاقات پندرہ سال بعد ہوئی ہے لیکن خط و کتابت کا سلسلہ باقاعدگی سے قائم تھا۔ گزشتہ بدھ کو جب ہم تفریح کرنے یہاں پہنچے تو میں نے اپنی اولین فرصت میں اسے فون کیا اور دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ وہ تمہارے بارے میں بڑی اچھی طرح سے جانتی ہے اور تمہاری مقررہ فیس پر ایک چیز چوری کروانا چاہتی ہے۔“
”تمہیں معلوم ہوتا چاہیے کہ ہم ان دنوں تعطیلات منارہے ہیں۔“ نک نے اسے یاد دلایا۔ ”یاد ہے، کچھلی دفعہ بھی ہماری تفریح برباد ہو گئی تھی..... صابن کا ٹکرا چرانے کے چکر میں۔“

”نکی! وہ میری پرانی دوست ہے۔“ گلو ریا نے زور دے کر کہا۔ ”اتنے بھی کاروباری نہ بنو۔“

نک نے گہرا سانس لیا اور لہروں کو گھورتا ہوا بولا۔
”تمہاری پرانی دوست کیا چیز چوری کروانا چاہتی ہے؟“
”استعمال شدہ چائے کی تھیلی!“ گلو ریا نے ناک چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ ”بالکل بے قیمت اور فضول چیز ہے۔“

نک کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔ ”کچھ عجیب سی چیز ہے۔ خیر..... یہ تمہاری پرانی دوست کب ملاقات کر سکتی ہے؟“

”پیٹریشیا نے آج ہمیں رات کے کھانے پر مدعو کیا ہے۔ بہت پیاری عورت ہے، مجھے یقین ہے کہ تمہیں پسند آئے گی۔“

”اس کے ذرائع آمدنی کیا ہیں؟“

”یہ تو مجھے نہیں معلوم..... کچھ عرصہ قبل اس نے ایک باریئنڈر سے شادی کی تھی۔ میں نے اڑتی اڑتی سی خبر سنی تھی کہ وہ اسمگلنگ کرتی ہے۔ لیکن یہ کوئی مصدقہ خبر نہیں تھی۔“

پیٹریشیا نے نک اور گلو ریا کو ایک ساحلی کلب میں کھانے پر مدعو کیا تھا۔ دونوں وقت مقررہ سے کافی پہلے وہاں پہنچ گئے تھے۔ نک وقت گزرنے کے لیے نوٹس بورڈ پر لگے ہوئے نوٹس پڑھنے لگا۔ خاصے دلچسپ نوٹس تھے۔ ایک اشتہار ٹائپسٹ کی اسامی کے لیے تھا۔ یہ اسامی صرف کلب کے ممبران کے لیے تھی۔ دوسری طرف ان ممبروں کی فہرست نظر آرہی تھی جن کے ذمے کلب کے واجبات تھے۔ ایک اعلان آئندہ ہفتے ہونے والے کسی فنکشن کے بارے میں تھا۔ نوٹس پڑھنے کے بعد نک نے فیصلہ کیا کہ وہ کلب اس کے لیے موزوں نہیں تھا۔

کتابی..... کتابی

غیر ملکی زبانوں کے کتابی استعمال کے بارے میں یہ لذیذ قصہ بھی سن لیں۔ بعد میں ایک اور محترم پاکستانی جناب احاد صاحب ہمارے دوست بنے۔ وہ ریاض سے ترکی سیاحت کے لیے گئے۔ انہوں نے ایک اچھے سیاح کی طرح اپنے اس سفر کی خوب تیاری کی۔ اور ترکی، انگریزی بول چال کی ایک کتاب خریدی اور اپنی بیگم کے ساتھ ”ترکی بہ ترکی“ کی کچھ معنی بھی کی۔ استنبول پہنچنے پر انہوں نے یہ مہارت بازاروں اور ٹھیلے والوں پر آزمائی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب تو کسی نہ کسی طرح شاید ان کی بات ٹوٹی پھوٹی حد تک سمجھ جاتے، مگر اب ہمارے ترکی بھائی برادرانہ جوش کے ساتھ جو ”ترکی بہ ترکی“ کرتے تو ہمارے دوست کو فارسی کا وہ مقولہ دہرانا پڑتا۔ ”زبان یار من ترکی، و من ترکی نمی دانم۔“ اور ظاہر ہے کہ یہ فارسی بھی ہمارے ترکی بھائی بہن تو سمجھنے سے رہے۔ چنانچہ ان کے کام بھی وہ ہی بین الاقوامی زبان آئی، جسے ہم اشارے کرنا بھی کہتے ہیں اور جس کی وجہ سے بعض اہل نوجوانوں کی چٹائی بھی ہو جایا کرتی ہے۔

ایک عجمی کی عربی کا احوال

تمہیں صرف اتنا کرنا ہے کہ کل جب یہ چائے پی چکے تو تم اس کی پیالی سے ٹی بیک چرائیں۔“

”یہ تو کوئی مسئلہ نہیں۔“ نک نے کہا۔ ”بہت آسان کام ہے..... اور میرا خیال ہے کہ تم کسی ویٹر کو دو چار ڈالر دے کر یہ کام کروا سکتی ہو۔ اتنے معمولی کام کے لیے پچیس ہزار ڈالر خرچ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔“

”یہ ایک پرائیوٹ کلب ہے مسٹر ویلوٹ!“ پیٹریشیا نے کہا۔ ”یہاں کے ملازم انتہائی وفادار ہیں۔ وہ کوئی بات انتظامیہ سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ میں تمہیں وقت سے پہلے خبردار کرنا چاہتی ہوں کہ اس کام میں رازداری شرط اول ہے۔ تمہیں بہت احتیاط کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ کسی کو شک بھی نہیں ہونا چاہیے کہ تم نے ٹی بیک چوری کیا ہے۔ خصوصاً سیمور کو تو اس بات کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیے۔“

”میں اس قسم کی احتیاطی تدابیر کا عادی ہو چکا ہوں۔ خاطر جمع رکھو، کل رات تمہارا کام ہو جائے گا۔“

اتنے میں سیمور واپس آ گیا۔ ”عالباً آپ فارغ ہو چکے ہیں۔“ اس نے کہا۔ ”میرے ساتھ آئیں، میں آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔“

نک اور گوریانے اپنی کار کلب کی پارکنگ لاٹ میں چھوڑ دی اور سیمور کی لمبی سی سفید کار میں جا بیٹھے۔ نک، پیٹریشیا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور گوریانے پیئریشیا پر۔ گوریانے کا اندازہ ٹھیک نکلا تھا، نک پیٹریشیا کے حسن سے خاصا متاثر نظر آ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک ساحلی پارکنگ لاٹ میں پہنچ کر رک گئی۔ سمندر میں کئی چھوٹی بڑی کشتیاں لنگر انداز

نہیں آتا۔ مجھے بادبانی کشتی چلانے کا شوق ہے۔ لیکن پیٹریشیا ہمیشہ ہائی اسپیڈ موٹر بوٹ چلاتی ہے۔ یہ فلوریڈا اور جزائر بہاماز کے درمیان اکثر چکر لگاتی رہتی ہے۔“

”کیا واقعی؟“ نک نے کہا۔ ”میرے خیال میں تو یہ خاصا خطرناک سفر ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس سمندر میں بعض اوقات اچانک طوفان آ جاتا ہے۔“

”اور اسمگلر تو ہر وقت ہی آتے جاتے رہتے ہیں۔“ گوریانے کہا۔ نک نے میز کے نیچے گوریانے کا پیر دبا دیا۔ تاہم پیٹریشیا کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

”کوسٹ گارڈ کا عملہ ہمارا خیال رکھتا ہے۔“ اس نے کہا اور سنبھول کر دیکھنے لگی۔ کھانا لذیذ اور پر تکلف تھا۔

کھانے کے اختتام پر نک نے بل ادا کرنے کے لیے بڑا نکالا مگر سیمور نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

”تم میرے مہمان ہو۔ بل میرے اکاؤنٹ میں جائے گا۔“

نک کو اس بات کا کچھ اندازہ ہو گیا کہ پیٹریشیا سیمور کو ساتھ کیوں لائی تھی۔

کھانے کے بعد جب کافی کا دور شروع ہوا تو سیمور کسی کام سے معذرت کر کے اٹھ گیا۔

اس کے جانے کے بعد گوریانے نے پیٹریشیا سے کہا۔ ”اب تم شروع ہو جاؤ۔“

پیٹریشیا نے دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ نک کی طرف دیکھا اور بولی۔ ”کام بہت آسان اور سیدھا سادہ ہے۔ سیمور جب اس شہر میں آتا ہے تو رات کا کھانا ہمیشہ یہیں پر کھاتا ہے۔ کھانے کے بعد اسے چائے پینے کی عادت ہے۔“

تھیں۔ چاروں کار سے باہر آ گئے۔
”یہ رہی وہ چیز۔“ سیمور نے ایک خوبصورت لکڑی
بوٹ کی طرف اشارہ کیا۔

”اوہ، سیمور.....! تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔“
پیٹریشیا نے کہا اور جیٹی کے اوپر سے ہوئی کشتی کی طرف
بھاگی۔ نک اور گلوریا، سیمور کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے
کشتی تک پہنچ گئے۔

”بہت خوبصورت ہے۔“ پیٹریشیا نے مزید کہا۔ ”میں
کب اس کشتی میں سیر کرنے جاسکتی ہوں؟“
”جب تم چاہو! کل کے بارے میں کیا خیال ہے؟“
پیٹریشیا کا منہ لٹک گیا۔ وہ بولی۔ ”ابھی تو میں کل ہی
بہا مز سے ہو کر آئی ہوں۔ آئندہ سوموار کو ٹھیک رہے گا۔ کیا
خیال ہے؟“

سیمور اس کی مایوسی پر محفوظ ہوتا ہوا بولا۔ ”ٹھیک
ہے..... آئندہ سوموار کو سہی..... میں تمہیں فون کر دوں گا۔“
”کیا ہم اسے اندر سے دیکھ سکتے ہیں؟“ پیٹریشیا نے
پوچھا۔

”سوری!“ سیمور نے معذرت خواہانہ انداز میں نک
اور گلوریا کی طرف دیکھا۔ ”اس وقت میں ذرا جلدی میں
ہوں۔ پھر کبھی سہی۔ تم لوگ ابھی یہیں ہونا؟“
”ہم ہفتے کے روز واپس جا رہے ہیں۔“ نک نے
کہا۔ ”ویسے تمہاری کشتی بہت شاندار ہے۔ ہماری طرف
سے مبارکباد قبول کرو۔“
”شکریہ!“

چاروں واپس کار میں جا بیٹھے۔ سیمور نے انہیں کلب
کی پارکنگ لائٹ میں پہنچ کر اتار دیا۔ پیٹریشیا بھی وہیں
اتر گئی اور گھر جانے کے لیے ٹیکسی تلاش کرنے لگی۔ نک نے
اسے اپنی کار میں گھر پہنچانے کی پیشکش کی جسے اس نے فوراً
قبول کر لیا۔ تب تک نے محسوس کیا کہ وہ ایسا ہی چاہتی تھی۔
جب کار روانہ ہوئی تو اس نے پوچھا۔ ”سیمور کے
بارے میں کیا خیال ہے؟“

”اچھا! کشتی آدمی ہے۔“ نک نے کہا۔ ”مجھے یقین
ہے کہ اس کے اندر باطنی خوبیاں بھی ہوں گی۔“
”کیا تمہیں اس سے جذباتی لگاؤ ہے؟“ گلوریا نے
پوچھا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“ پیٹریشیا نے کہا۔
”لیکن تم نے یہ سوال کیوں کیا؟“
”میں یہ محسوس کر رہی ہوں کہ تم نک کے ذریعے اسے

ڈبل کر اس کرنا چاہتی ہو..... یا اسے کسی غلط راستے پر ڈالنا
چاہتی ہو۔“

”نک کے ذریعے میں اپنا تحفظ کرنا چاہتی ہوں۔ اس
سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے۔“
”سیمور نے کشتی کس مقصد کے لیے خریدی ہے؟“
نک نے پوچھا۔

”تمہارے لیے زیادہ جاننا مناسب نہیں ہے۔“
پیٹریشیا نے کہا۔ ”مجھے صرف نی بیگ چاہیے اور بس!“
”کیا وہ کل تنہا کھانا کھائے گا؟“

”میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی، میرا خیال ہے
کہ وہ تنہا نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ یا تو کوئی کاروباری شخص
ہوگا..... یا کوئی لڑکی!“

”اور تمہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ اس کے
ساتھ کون کھانا کھاتا ہے؟“

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ ”مجھے قطعاً کوئی پروا نہیں.....
اور تمہیں بھی اس بات کی پروا نہیں ہونی چاہیے۔ تم استعمال
شدہ نی بیگ میرے حوالے کر دو اور اپنی فیس وصول کرو جو کہ
یقیناً نقد ہوگی۔“

”ٹھیک ہے۔“ نک نے کہا۔ ”مجھے بھی اس سے
زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے..... اور ہاں..... کل تم
یہیں شہر میں ہو گئی نا؟“

”نہیں..... میں بذریعہ ہوائی جہاز بہا مز جا رہی
ہوں۔ میرا ایک دوست کشتی مانگ کر لے گیا تھا۔ اسے واپس
لانا ہے۔ رات کو کسی وقت واپس پہنچ جاؤں گی۔“

نک اور گلوریا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.....
نک نے کہا۔ ”اس کا مطلب یہ ہوا کہ نی بیگ پرسوں صبح تم
تک پہنچایا جائے؟“

اس نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھ کر نک کی طرف
بڑھایا۔ ”پرسوں تم اس نمبر پر مجھے رنگ کر لینا..... نوبے صبح
کے بعد..... پھر ملاقات کا پروگرام طے کر لیں گے۔“

تھوڑی دیر بعد ان کی کرائے کی کار سفید رنگ کی ایک
شاندار عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ ”ذرا ہوشیار
رہنا۔“ گلوریا نے پیٹریشیا کو مشورہ دیا۔ ”کسی معیت میں نہ
پھنس جانا۔“

پیٹریشیا نے گلوریا کا ہاتھ دبایا اور کچھ کہے بغیر کار سے
اتر گئی۔

☆☆☆
اگلی صبح ناشتے کی میز پر گلوریا نے نک سے کہا۔ ”میری

سمجھ میں یہ چکر نہیں آیا..... پیٹریشیا کیوں ٹی بیک چوری کروانا چاہتی ہے؟“

”میں بھی سر دست قیاس آرائی ہی کر سکتا ہوں ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص سیمور کو ٹی بیک کے ذریعے تھوڑا تھوڑا ہر دے رہا ہو اور پیٹریشیا اس بات کا ثبوت حاصل کرنا چاہتی ہو..... یا ٹی بیک کے ذریعے ہیرے اسمگل کر کے سیمور تک پہنچائے جا رہے ہوں اور پیٹریشیا انہیں حاصل کرنا چاہتی ہو۔ کوئی بھی اس قسم کی صورت ہو سکتی ہے۔ ٹی بیک چوری کرنے کے بعد ہی صحیح صورت حال کا اندازہ ہوگا۔“

”نکی! میرا خیال ہے کہ تمہیں کبھی کسی بات پر حیرت نہیں ہوتی..... ہے نا؟“

”بھئی کبھی حیرت ہو ہی جاتی ہے۔ خصوصاً جب فیس نہیں ملتی۔“

اس وقت وہ پیٹریشیا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ اس کی مالی حالت اور چوری کے محرک کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ”تم نے کہا تھا کہ تمہاری دوست شاید اسمگلنگ کرتی ہے۔“ بالآخر اس نے کہا۔ ”تمہیں یہ شبہ کیونکر ہوا تھا؟“

گلو ریا کافی کے کپ سے کھیلتی ہوئی بولی۔ ”یہ خیال مجھے اس کا رکھ رکھاؤ دیکھ کر آیا تھا۔ وہ بہترین لباس پہنتی ہے، شاندار اپارٹمنٹ میں رہتی ہے اور خوب دولت خرچ کرتی ہے لیکن ظاہر میں اس کا کوئی ذریعہ آمدنی نظر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ اخبارات میں فلورڈیا میں ہونے والی اسمگلنگ کے متعلق بہت کچھ چھپتا رہتا ہے۔“

”ایک بات اور بھی تو ہو سکتی ہے..... ممکن ہے کہ وہ کسی دولت مند کی داشتہ ہو۔“

”ایسی صورت میں وہ سیمور کے چکر میں نہ پڑتی۔ کل تم نے دیکھا نہیں کہ سیمور نے اسے اپنی کشتی بھی نہیں دیکھنے دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر اعتماد نہیں کرتا۔“

نک نے اثبات میں سر ہلایا اور بولا۔ ”دونوں کے درمیان ایک قسم کی کشمکش پائی جاتی ہے۔ ایک دوستانہ سرد جنگ جاری ہے۔ ٹی بیک کی چوری بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔“

”کیا تم یہ کام کر لو گے؟“

نک نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ ”کیا میں کبھی نا کام بھی ہوا ہوں؟“

☆☆☆

اس شام نک نے اپنی کار کلب کے اس حصے میں کھڑی سسٹنس ڈائجسٹ

کی جو ملازموں کے لیے مخصوص تھا پھر وہ تیزی سے عقبی دروازے میں داخل ہوا اور لا کر روم سے ہوتا ہوا باورچی خانے میں پہنچ گیا۔ وہاں سفید یونیفارم میں ملبوس ایک بارلش باورچی کام میں مصروف تھا۔ قدموں کی آہٹ سن کر وہ گھوما اور نک کی طرف دیکھنے لگا۔

”میں نیا ویٹر ہوں۔“ نک نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ باورچی نے بھوس سیکڑ کر اسے گھورا۔ ”تمہیں کس نے ملازم رکھا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”فیجر نے!“ نک نے جواب دیا۔

”مسٹر کراؤلے نے مجھے تو نہیں بتایا۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ دفتر میں ہی موجود ہوں گے۔ تمہیں ان کا دفتر معلوم ہے نا؟“

نک نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈائننگ ہال کی طرف کھلنے والے دروازے میں داخل ہو گیا۔ ہال سے گزرتے ہوئے اس نے احتیاط سے اس میز کی طرف نظر ڈالی جہاں گزشتہ شب اس نے سیمور کے ساتھ کھانا کھایا تھا لیکن وہ میز خالی تھی۔ ہال کی دوسری میزوں پر بھی سیمور نظر نہیں آیا۔ نک کو تھوڑا سا افسوس ہوا۔ شاید سیمور نے کلب میں کھانا کھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ وہ برآمدے میں جا کر چند لمحوں تک نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑا رہا پھر استقبال میز کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک ادھیڑ عمر خاتون ڈیوٹی دے رہی تھی۔

”کیا مسٹر سیمور بینیلے نے آج کھانے کے لیے میز ریزرو کروائی ہے؟“ نک نے خاتون سے پوچھا۔ اسی لمحے ایک بھورے اور کھٹکریا لے بالوں والا شخص وہاں نمودار ہوا اور نک کا سوال سن کر رک گیا۔

”میرا نام گراہم کراؤلے ہے۔“ اس نے نک سے کہا۔ ”میں اس کلب کا فیجر ہوں۔ مسٹر بینیلے سے تمہیں کیا کام ہے؟“

نک اس سوال کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ ”میرا مسٹر بینیلے کے ساتھ رات کے کھانے کا پروگرام تھا۔“

کراؤلے نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ”میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ چند گھنٹے پہلے سیمور کی نئی کشتی میں آگ لگ گئی تھی اور وہ ڈوب گئی ہے۔ خدشہ ہے کہ سیمور بھی کشتی کے ساتھ ڈوب کر ہلاک ہو گیا ہے۔“

☆☆☆

اگلی صبح ٹھیک نو بجے نک نے پیٹریشیا کو فون کیا اور کہا ”مجھے یقین ہے کہ تم نے اخبار میں حادثے کی خبر پڑھ

ہوگی۔“
”ہاں!“ پیٹریشیا نے جواب دیا۔ ”کیا تم یہاں آ سکتے

ہو؟“
”میں تھوڑی دیر میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔“

نک نے کہا اور فون بند کر دیا۔
گلو ریا جو قریب ہی کھڑی تھی، بولی۔ ”کیا میں بھی

تمہارے ساتھ چلوں؟“
”تم فی الحال آرام کرو۔“ نک نے کہا۔ ”میں تمہاری

پرانی دوست سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔“
”اب کیا فائدہ بات کرنے کا؟ تمہارے بچپس ہزار

ڈالر تو دھواں بن گئے۔“
”ہاں، کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔“

”کیا لاش برآمد کر لی گئی ہے؟“
”اخبارات کے مطابق ابھی تک لاش کا کچھ پتا نہیں

چلا۔ جس وقت کشتی جل رہی تھی، اس وقت کوسٹ گارڈ کی
ایک لالچ قریب ہی موجود تھی لیکن انہوں نے کوئی مدد نہیں

کی۔“
”مجھے تو کسی کی شرارت معلوم ہوتی ہے۔ یہ یقیناً قتل

کی واردات ہے۔“
”میں اس ضمن میں نہ تو کوئی قیاس آرائی کرنا چاہتا

ہوں اور نہ ہی اس میں ملوث ہونا پسند کروں گا۔“ پھر وہ تیار
ہو کر رخصت ہو گیا۔

پیٹریشیا دروازے میں ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
”یہ ساری کارروائی فریب ہے۔“ اس نے بغیر کسی

تمہید کے کہا۔ ”میں سیمور کی موت کا یقین نہیں کر سکتی۔“
”اخبار میں لکھا ہے کہ جس وقت کشتی میں شعلے بھڑک

رہے تھے اس وقت کوسٹ گارڈ کی لالچ قریب ہی موجود تھی۔
انہوں نے کسی فریب کی نشاندہی نہیں کی۔“

”وہ فریب ہی کیا جس کا آسانی سے پتا چل جائے۔“
پیٹریشیا نے کہا۔ وہ خاصی نروس نظر آرہی تھی۔ اس نے

کپکپاتے ہاتھوں سے ایک سگریٹ نکال کر ساگایا اور بولی۔
”مسٹر ویلوٹ! میں نے تمہیں اعتماد میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ تم میرے اعتماد پر پورے اترو گے۔ گلو ریا نے
بھی کہا تھا کہ میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں۔“

نک کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ وہ
بولی۔ ”میرا خیال ہے کہ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے مسافر

ہیں۔ اس لیے تم بے دھڑک بات کر سکتی ہو۔“
”اس کا مطلب ہے کہ گلو ریا میرے ذرائع آمدنی کے

بارے میں جانتی ہے؟“
”جب کوئی شخص کثرت کے ساتھ فلوریڈا اور بہماز
کے درمیان بحری سفر کرتا ہو تو اس کے ذرائع آمدنی کا قیاس

کرنا کوئی مشکل امر نہیں رہ جاتا۔“
”ٹھیک ہے..... تمہارے جیسے ذہین آدمی کے لیے

معاملے کی تہہ تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں تین سال
سے یہ کام کر رہی ہوں۔ میرا جس گروہ کے ساتھ تعلق ہے وہ

خاصا منظم ہے۔ میں مہینے میں دو یا تین مرتبہ بہماز جاتی ہوں
لیکن ہر ٹرپ میں میں منشیات ساتھ لے کر نہیں آتی۔ چوتھے یا

پانچویں ٹرپ میں میری کشتی میں میری جوانا کی بڑی مقدار
موجود ہوتی ہے۔“

”کیا کوسٹ گارڈ والوں کو کبھی شک نہیں ہوا؟“
”شک تو وہ ہر آنے جانے والے پر کرتے ہیں اور

اکثر و بیشتر تلاشی بھی لیتے رہتے ہیں لیکن میں ایک دفعہ بھی
نہیں پکڑی گئی۔ میری کشتی میں جو خفیہ خانے بنے ہوئے ہیں،

وہ سو سال تک بھی ان کا سراغ نہیں لگا سکتے۔“
”غالباً سیمور بھی یہی کاروبار کرتا تھا؟“

”ہاں..... اور ہمارے درمیان پیشہ ورانہ رقابت پائی
جاتی تھی۔ تبھی تو وہ مجھے اپنی نئی کشتی دکھانے کے لیے لے گیا

تھا۔“
”کیا وہ بھی کبھی پکڑا نہیں گیا؟“

”کبھی نہیں..... کوسٹ گارڈ کا عملہ کئی دفعہ اس کی
چیکنگ کر چکا ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک غوطہ خور کو کشتی

کے پینڈے کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ منشیات کو
چھپانے کے معاملے میں جادوگر ہے۔ میرا خیال ہے کہ کل

اس نے خود ہی اپنی کشتی کو آگ لگائی ہے۔ غالباً کوسٹ گارڈ
والے اس کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے۔ لہذا اس نے منشیات

کے ساتھ کشتی کو بھی جلادیا اور خود کسی طرح فرار ہونے میں
کامیاب ہو گیا۔“

”بہر حال، اب ٹی بیگ چوری کرنے والا معاملہ تو ختم
ہوا۔“ نک بولا۔

وہ تھوڑا سا آگے جھکی اور رازدارانہ انداز میں بولی۔
”نہیں..... معاملہ ختم نہیں ہوا۔ اب تمہیں مارک وائسن نامی

شخص کی پیالی سے ٹی بیگ چوری کرنا ہوگا۔“
”اب تم نے مجھے حیران کرنا شروع کر دیا ہے۔“ نک

نے کہا۔ ”آخر ان چائے کی تھیلیوں میں کیا خاص بات
ہے؟“

”یہی تو میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ چونکہ میں نے تم

پیر مایوسی نمودار ہو گئی۔ ٹی بیک کے اندر سے پتی کے سوا کچھ نہیں نکلا تھا۔

”یہ ٹی بیک تم کہاں سے لائے ہو؟“ پیٹریشیا نے شک آمیز لہجہ میں پوچھا۔

”جہاں سے تم نے کہا تھا..... یعنی مارک واٹسن کی پیالی سے۔“

”میں تمہیں اس معمولی سے ٹی بیک کے عوض پچیس ہزار ڈالر نہیں دے سکتی۔“ پیٹریشیا نوٹوں کے لفافے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔

ٹک نے پھرتی سے لفافہ اٹھالیا اور بولا۔ ”تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں صرف بے قیمت چیزیں چوری کرتا ہوں..... اور ہاں..... میں ایک بات بتانا بھول ہی گیا۔ سیمور کے بارے میں تمہارا خیال درست ہے۔ وہ زندہ ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ کلب کے پچھلے دروازے کے قریب مجھ سے ٹکرا گیا اور مجھ پر ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے موقع نہیں دیا۔“

پیٹریشیا کے چہرے پر الجھن نمودار ہو گئی۔ وہ بولی۔ ”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ پچھلے دروازے کی طرف سے کلب میں جا رہا تھا؟“

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی موت کا تاثر دیا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے پچھلا راستہ اختیار کیا۔ غالباً وہ کلب کے فیجر کراؤلے سے ملنے جا رہا تھا۔ دونوں مل کر کوئی چکر چلا رہے ہیں۔“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ سیمور نے اپنے آنے سے پہلے فون کیا ہوگا اور اس سے بات کرنے کے بعد فیجر نے اپنا پروگرام تبدیل کر دیا ہوگا۔ سبھی اس ٹی بیک سے کچھ نہیں نکلا۔“

”میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوا..... کیونکہ مارک واٹسن نے ویٹر سے کافی لانے کے لیے کہا تھا۔ لیکن ویٹر کافی کے بجائے چائے لے آیا اور کہا کہ خانہ ماں نے اس کے پسندیدہ برانڈ کی چائے بھیجی ہے۔ اگر پروگرام تبدیل ہو گیا تھا تو چائے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”برانڈ!“ پیٹریشیا نے پُر خیال لہجہ میں کہا اور ٹی بیک کے اوپر جھپکے ہوئے اس کیبل کو گھورنے لگی جس پر چائے کا برانڈ اور پیٹنی کا نام لکھا تھا۔

”اس کیبل کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“

”میں صرف چوری کرتا ہوں، مشورے نہیں دیتا۔“

ٹک نے جواب دیا۔

بڑا اعتماد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس لیے میں تم سے کوئی بات نہیں چھاؤں گی۔ میں سیمور کے ساتھ کلب کے اندر دو تین مرتبہ کھانا کھا چکی ہوں۔ کھانے کے بعد چائے کے دوران مجھے شک ہوا کہ اس نے استعمال شدہ ٹی بیک کو غائب کر دیا۔ دوسری مرتبہ میں بظاہر دوسری طرف دیکھتی رہی لیکن دھیان ٹی بیک کی طرف رکھا۔ اس نے مجھے غافل پا کر جیب سے پلاسٹک کا لفافہ نکالا اور ٹی بیک کو اس میں ڈال کر جیب میں رکھ لیا تھا۔ ایک دفعہ میں نے مارک واٹسن کو بھی ایسی ہی حرکت کرتے دیکھا تھا۔ اب میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آخر یہ چکر کیا ہے۔“

☆☆☆

”اوہ..... ہیلو..... ٹک ویلوٹ!“ سیمور نے حیرانی سے کہا۔ ”تم ملازموں کی یونیفارم میں؟“

”میں تو سمجھا تھا کہ تم ہلاک ہو گئے ہو۔“ ٹک نے کہا۔

”میں تو خوش قسمتی سے بچ گیا ہوں لیکن تمہاری قسمت مجھے اچھی نظر نہیں آتی۔“

اس کے ساتھ ہی اس کا دایاں ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب کی طرف بڑھا لیکن ٹک نے ٹی الفور اس کے جڑے پر ایک زوردار گھونسا رسید کیا۔ سیمور اس غیر متوقع گھونسنے سے لڑکھڑا کر دور جا گرا۔ ٹک کے کانوں میں سیمور کے چیخنے کی آواز آئی۔ اگر سیمور کے پاس ریوالور تھا تو اس نے استعمال نہیں کیا تھا۔

☆☆☆

پندرہ منٹ بعد ٹک نے پیٹریشیا کے اپارٹمنٹ کی گھنٹی بجائی۔ دروازہ کھولنے والی پیٹریشیا ہی تھی۔ وہ سفید لباس میں مٹی اور پہلے سے زیادہ پُرکشش نظر آرہی تھی۔ وہ ٹک کو آراستہ نشست گاہ میں لے گئی اور رسمی گفتگو کے بعد ٹی بیک کے بارے میں دریافت کیا۔ ٹک نے رومال میں لپٹا ہوائی بیک جیب سے نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا، وہ ہنوز گیلا تھا۔

”اوہ..... ونڈرفل!“ پیٹریشیا نے کہا اور ٹی بیک کو الٹا کر پُرشوق نظروں سے دیکھنے لگی۔ پھر وہ اندر سے چھوٹی سی تپتی لے آئی اور بیک کو کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن ٹک نے اس کا ہاتھ روک دیا۔

”پہلے میری فیس!“ اس نے کہا۔

پیٹریشیا ایک بار پھر اندر گئی اور ایک پھولا ہوا لفافہ لاکر ٹک کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے ٹیلی کو کاٹ کر پتی کاغذ کے اوپر پھیلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے سے سنسن ڈالجتی

پیٹریشیا نے ناخن سے لیبل کا کونا اوپر اٹھایا پھر اسے کھینچ کر الگ کر لیا اور آنکھیں پھیلا کر لیبل کی پشت پر دیکھنے لگی۔

”اس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔“ اس نے کہا۔
”بک آگے جھک کر دیکھنے لگا۔“ اس پر ”جیڑ کون“
”لکھا ہوا ہے۔“ اس نے کہا۔ ”کوئی کوڈورڈ معلوم ہوتا ہے۔“
”تمہاری سمجھ میں کچھ آیا؟“

”یہ خلیج کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔“ پیٹریشیا پر خیال انداز میں بولی۔ ”منشیات کی نقل و حمل کے لیے بہترین جگہ ہے لیکن اب شاید وہ اپنے پروگرام میں تبدیلی کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ٹی بیک کی تبدیلی کا انکشاف ہو چکا ہوگا لیکن اس دفعہ ان کے بچنے کا امکان بہت کم ہے۔ میرا خیال ہے کہ مال مقررہ جگہ پر پہنچ چکا ہوگا۔ اس علاقے میں اس قسم کی بیسیوں جگہاں ہیں اور کوسٹ گارڈ کا عملہ چوبیس گھنٹے ان جگہوں کی نگرانی نہیں کر سکتا۔“

”نک نے چونک کر پیٹریشیا کی طرف دیکھا۔
”نک..... کیا تم.....“ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی اور بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ مجھے چلنا چاہیے۔“

”تم نے سوال کیوں ادھورا چھوڑ دیا؟“
”اگر تم پولیس سے تعلق رکھتی ہو تو مجھے یہ جاننے کی کوئی خواہش نہیں..... اور اگر تم اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسمگلروں کا مال غائب کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہو تو مجھے بالکل ہی کوئی دلچسپی نہیں۔ میں صاف ستھرا کام کرنے کا عادی ہوں۔ مجھے میرے کام کی فیس مل چکی ہے، اس لیے میں چلتا ہوں۔“

اس نے لفافہ اندرونی جیب میں رکھا اور اٹھ کر واپس ہولیا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو سامنے دو افراد کھڑے نظر آئے۔ ایک سیور تھا اور دوسرا ایک اکھڑ قسم کا بھاری بھر کم شخص تھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔
”مجھے امید تھی کہ تم یہیں ملو گے۔“ سیور نے کہا۔

چند منٹ بعد نک اور پیٹریشیا سیدھی پشت والی کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے۔ دونوں کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ سیور پر خیال انداز میں خالی ٹی بیک کا معائنہ کر رہا تھا۔

”یہ قاتلہ سراں رساں ہے۔“ اس نے نک کو بتایا۔ ”یہ لوگ کئی سالوں سے میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن آج تک انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔“
”مجھے اندازہ نہیں تھا کہ محافظ قانون ادارے بھی

میری فیس ادا کر سکتے ہیں۔“

”انسداد منشیات کے ادارے کے پاس بہت دولت ہے۔ یہ لوگ آئے دن اسمگلروں کی گاڑیاں، لائسنس اور لاکھوں ڈالر مالیت کا سامان ضبط کرتے رہتے ہیں۔ یہ ساری رقم ایک خصوصی فنڈ میں جمع کر دی جاتی ہے اور یہ وقت ضرورت اسمگلروں کے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ڈیئر پیٹریشیا؟“

پیٹریشیا سر جھٹکتی ہوئی بولی۔ ”معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات تم سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔“

سیور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے ساتھی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”ساٹو! کیا ہم انہیں، بفر کسی کی نظر میں آئے ہوئے کار تک لے جاسکتے ہیں؟“
”یقیناً۔“ ساٹو نامی شخص نے مختصر جواب دیا۔

”سیور!“ پیٹریشیا نے کہا۔ ”ایک بات تو بتاؤ..... تم نے اپنی کشتی کو آگ لگانے والا چکر کیسے چلایا تھا؟“

سیور قدرے توقف کے بعد بولا۔ ”دراصل وہ میری پرانی کشتی تھی۔ میں نے اس کے اوپر پلائی وڈ کا ڈھانچا چڑھا کر اسے پینٹ کروالیا تھا۔ اسی لیے وہ ایک نئی اور مختلف کشتی لگتی تھی۔ میرا کل روانگی کا پروگرام تھا لیکن تم نے کوسٹ گارڈ کو فون کر کے میرے پیچھے لگا دیا لہذا مجھے ان سے بچنا چھڑانے کے لیے ڈراما کرنا پڑا۔“

”کیا مطلب؟ کیا تمہاری کشتی غرق نہیں ہوئی؟“
”نہیں۔ صرف پلائی وڈ کے ڈھانچے کو آگ لگانا پڑا تھا۔“

اس قسم کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے میں خصوصی انتظام رکھتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں نے خصوصی جزیرے کے ذریعے اپنی کشتی کے سامنے دھوئیں کی ایک چادر تان دی۔ پھر پلائی وڈ کے ڈھانچے کو اتار کر سمندر میں پھینکا اور اسے آگ لگا دی۔ جب دھوئیں کی چادر چھٹی تو میں اپنی کشتی میں کم و بیش ایک میل دور جا چکا تھا اور وہ بالکل مختلف کشتی بن چکی تھی۔ کوسٹ گارڈ والے یہ سمجھے کہ میری کشتی ڈوب گئی ہے۔“

”لیکن تم منشیات وغیرہ کہاں چھپاتے ہو؟ کیا بندہ ہے کہ اتنی بار تلاشی لینے کے باوجود تمہاری کشتی سے کچھ برآمد نہیں ہوا؟“

”ہمیں چلنا چاہیے۔“ ساٹو نے کہا۔
سیور اس کی تائید کرتا ہوا بولا۔ ”دونوں اپنے جہازوں پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تم خاطر جمع رکھو ڈارلنگ! میں تمہارے سوال کا جواب ضرور

”تم ٹھیک سمجھی ہو۔ میں اور میرے جیسے دوسرے افراد صرف بار برداری کرتے ہیں۔“

کچھ دور جانے کے بعد ان کی کار ایک کچی سڑک پر مڑ گئی۔ ان کے ارد گرد چاروں طرف سیم زدہ علاقہ تھا جس میں قد آدم جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ماحول میں آبی بودوں اور پھلیوں کی ملی جلی بو پھیلی ہوئی تھی۔ دائیں بائیں تاریکی کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سڑک کے اطراف کا کچھ حصہ دیکھا جاسکتا تھا۔ کار ہچکولے کھائی ہوئی سست رفتاری سے اس تنگ اور کچی سڑک پر آگے بڑھ رہی تھی۔

ایک مقام پر پہنچ کر ساٹھ نے کار روک دی اور بول۔
”منزل آگئی۔“
سیمور نے ریوالور سے ٹک کو ٹھوکا دیا اور بولا۔

”باہر۔“
سفر کے دوران تک اپنے ہاتھوں کے بندھن کھولنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ تاہم اس نے ہاتھ پیچھے ہی رکھے ہوئے تھے۔ جب وہ باہر آگئے تو ساٹھ کی ڈکی سے ایک رائفل نکال لایا اور اسے ہیڈ لائٹس کی روشنی میں چیک کرنے لگا۔ رائفل کو دیکھ کر تک کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ بالکل نئی رائفل تھی اور اس پر گریس چک رہی تھی۔
”اوہ میرے خدا!“ پیٹریشیا نے گھبرا کر کہا۔ ”یہ..... ہمیں قتل کرنے لگے ہیں۔“

تک نے سوچا، اب انتظار کرنے کا وقت نہیں رہا۔ وہ پہلو سے اچانک سیمور پر جھپٹا اور اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ایک زوردار ضرب لگائی۔ سیمور اس اچانک حملے کے لیے قطعاً تیار نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر دور جا گرا۔ تک نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور ایک گھونسا اس کے پیٹ پر اور دوسرا جڑے پر مارا۔ اسے معلوم تھا کہ ساٹھ کے ہاتھ میں جو رائفل تھی، وہ ابھی لوڈ نہیں تھی۔ لیکن ساٹھ نے رائفل ایک طرف پھینکی اور اپنے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر تک نے ایک جست لگائی اور کسی بات کی پروا کیے بغیر جھاڑیوں میں گھس گیا۔ اس کے ساتھ ہی رات کا سناٹا فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔ تک زمین پر لیٹ گیا اور ریٹکتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

”اگر تم نے پولیس کو اطلاع دی تو ہم پیٹریشیا کو قتل کر دیں گے۔“ سیمور نے آواز لگائی۔ تک نے کوئی جواب نہیں دیا اور زمین کے ساتھ چپک گیا۔ اس کا خیال تھا کہ سیمور اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن یہ دیکھ کر

دونوں گا۔ تم لاعلمی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت نہیں ہوگی۔“

ساٹھ نے اپنا اور سیمور کا اور کوٹ دونوں کے کندھوں پر ڈال دیا تاکہ ان کے بندھے ہوئے ہاتھ نظر نہ آئیں۔
”چلو، آگے۔“ اس نے دونوں کو ٹھوکا دیا۔ ”کوئی گڑبڑ نہیں کرنا۔ ہم فائر کرنے میں ہرگز تامل نہیں کریں گے۔“

دونوں آگے آگے چل پڑے۔
”مجھے افسوس ہے تک.....!“ پیٹریشیا نے کہا۔
”میری وجہ سے تم بھی اس مصیبت میں پھنس گئے۔ مجھے یقین ہے کہ گوریلا مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔“
”کوئی بات نہیں۔“ تک نے کہا۔ ”ہر کام میں

خطرات ہوتے ہیں۔“
”خاموشی سے چلتے رہو۔“ پیچھے سے ساٹھ نے ٹھوکا

دیا۔
نیچے پہنچ کر سیمور..... تک اور پیٹریشیا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ساٹھ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کچھ دیر بعد ان کی کار شہر سے باہر ایک ساحلی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔
”یہ سڑک حیرت کون کی طرف جاتی ہے۔“ پیٹریشیا نے کہا۔

”ہاں!“ سیمور نے کہا۔ ”اور تم اس سڑک پر اپنی زندگی کا آخری سفر کر رہی ہو۔“

پیٹریشیا کو اپنے حلق میں کچھ انکٹا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اگرچہ وہ سیمور کو کافی عرصے سے جانتی تھی لیکن اس سے اسے کسی بھلائی کی توقع نہیں تھی۔ غلطی اس کی اپنی تھی۔ جب تک نے سیمور سے سامنا ہونے کا ذکر کیا تھا، اسے اسی وقت سمجھ لینا چاہیے تھا کہ اسے خطرات درپیش تھے۔

”یہ ٹی بیگ کے ذریعے پیغام رسانی کا چکر میری سمجھ میں نہیں آیا۔“ تک نے کہا۔ ”تم لوگ بالمشافہ بھی بات چیت کر سکتے تھے۔“

”یہ ڈرامائی تجویز کراؤ لے کی تھی۔ وہ خود کو ہر قسم کے ایگروں سے بالاتر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اس نے کسی نہ کسی روز پولیس اس کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس لیے اس نے ٹی بیگ کو پیغام رسانی کا ذریعہ بنایا لیکن میں شروع سے اس تجویز کا مخالف تھا۔“

”تو گویا اصل سرغنہ کراؤ لے ہے؟“ پیٹریشیا نے کہا۔

سسپنس ڈائجسٹ

اسے حیرت ہوئی کہ دونوں میں سے کوئی بھی اس کے پیچھے نہیں آیا۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا“ سیمور بولا۔ ”تم دونوں ایک ساتھ سمندر کی تہہ میں جاؤ گے۔ ساٹو! اس کے ہاتھ باندھ دو اور اس مرتبہ ذرا مضبوط کام کرنا۔“

”میں سودے بازی کرنے آیا ہوں۔“ تک نے واپس آتے ہوئے چالاکی سے کہا۔ ”ہمیں قتل کرنے کے بجائے چھوڑنا تمہارے حق میں زیادہ بہتر ثابت ہوگا۔“

سیمور نے ان آدمیوں کی طرف دیکھا جو لاناچوں میں بیٹیاں لا در ہے تھے۔ ان میں مارک وائسن بھی شامل تھا۔ سیمور بولا۔ ”تم بڑے غلط موقع پر ہمارے راستے میں حائل ہوئے ہو تک ویلوٹ! یہ میری زندگی کا سب سے بڑا اور آخری کام ہے۔ اس کے بعد میں شریفانہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم جیسا دو نکلے کا آدمی میرے ذہن پر بوجھ بنار ہے۔“

دفعہ پہاڑی پر پہرا دینے والے شخص نے آواز لگائی۔ ”کچی سڑک پر کچھ کاریں اس طرف آرہی ہیں۔“

”پولیس!“ مارک وائسن نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ ”معلوم ہوتا ہے کہ اس بد معاش نے پولیس کو اطلاع کر دی ہے۔“

سیمور کے بدن میں گویا بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ چیخ چیخ کر حکم دینے لگا۔

”ساٹو! یہ بد معاش تمہاری نگرانی میں ہے۔ اسے کشتی میں لے چلو۔ سب لوگ فوراً لاناچوں میں سوار ہو جائیں۔ لنگر اٹھا دو، پیڑیشیا کو کھول دو۔ ہم فوراً روانہ ہو رہے ہیں۔ باقی بیٹیاں فوراً ڈیک پر پھینک دو۔ چلو، چلو..... جلدی کرو۔ صرف دو بیٹیاں باقی رہ گئی ہیں، اسے کھول دو.....“

”سیمور!“ مارک چلایا۔ ”ادھر دیکھو۔“

دو موٹر لاناچیں مڑ کر آئی نظر آئیں۔ دوسری طرف دو اور لاناچیں افق پر نمودار ہوتی دکھائی دیں۔

”ہمیں ٹھیرے میں لے لیا گیا ہے۔“ کسی نے چیخ کر کہا۔

”فائر کھول دیا جائے؟“ مارک نے کہا۔

سیمور نے دور بین لگا کر دیکھا اور بولا۔ ”وہ دور بینوں کے ذریعے ساحلی علاقے کا جائزہ لے رہے ہیں۔“

”اب کیا، کیا جائے؟“ مارک نے پوچھا۔

وہ سب زور زور سے بحث کرنے لگے۔ تک نے گھڑی پر نظر ڈالی، چھ بج کر چند منٹ ہوئے تھے۔ گویا گلو ریا

نے اس کی ہدایت کے مطابق چھ بجنے کا انتظار نہیں کیا تھا۔ اس نے پہلے ہی پولیس کو فون کر دیا تھا۔ اسی لمحے تک کے کانوں میں بجلی کا پٹر کی مدھم آواز آئی۔

فرار کے سارے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ سمندر کے اندر کشتیوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ دوسری طرف درجنوں مسلح پولیس کے افراد پوزیشن سنبھال چکے تھے۔ سیمور کے کچھ ساتھی سیم زدہ علاقے میں ٹھس مٹے لیکن زیادہ تر نے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

پولیس چیف سمندر میں نظر آنے والی لاناچوں کو گھورتے ہوئے بولا۔ ”ان میں کچھ اخباری نمائندے اور کچھ ہٹاریکل سوسائٹی کے ممبران ہیں۔“

”یہ لوگ اتنی صبح یہاں کیا کر رہے ہیں؟“ کسی نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کسی چالیس فٹ لمبی سمندری مخلوق کو تلاش کر رہے ہیں۔“ جواب ملا۔

”چالیس فٹ لمبی سمندری مخلوق!“

تک دہلی زبان میں بولا۔ ”ساری غلطی میری ہے۔ میرا خیال ہے کہ گزشتہ شب میں نے کسی لمبی سی چیز کو ساحل کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ اس لیے میں نے ہٹاریکل سوسائٹی والوں کو فون کر دیا۔ انہوں نے غالباً پولیس کو اطلاع کر دی ہوگی اور اس طرح یہ خبر جنگل کی آگ کے مانند پھیل گئی ہوگی۔“

اتنے میں ایک پولیس آفیسر نے چیف کو بتایا کہ بیٹیاں میں منشیات کے بجائے اسلحہ بھرا ہوا ہے۔

”اوہ میرے خدا!“ پیڑیشیا نے کہا۔ ”تجسسی تلاش کے دوران ان کشتیوں میں سے کچھ برآمد نہیں ہوتا تھا۔ یہ لوگ فلوریڈا میں منشیات اسمگل نہیں کرتے تھے بلکہ فلوریڈا سے اسلحہ لے کر جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ واپسی میں ان کی کشتیاں خالی ہوتی تھیں۔“

”اور یہ اسلحہ غالباً کیوبا پہنچایا جاتا تھا۔“ چیف نے کہا۔

”مسٹر ویلوٹ!“ پیڑیشیا نے کہا۔ ”اب ان ہٹاریکل سوسائٹی کے ممبروں اور اخباری نمائندوں کو کون بتائے گا کہ یہاں کوئی سمندری مخلوق نہیں ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ ان کے کام میں دخل نہیں دینا چاہیے۔“ تک نے کہا۔ ”ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی مخلوق ڈھونڈ رہی نکالیں۔“

جولائی 2008